عہدِ رسالت کی خواتین کا دینِ اسلام کی نشر واشاعت میں کردار

The Role of women in the Prophet's time in spreading Islam

Dr. Aasia Rashed
Assistant Professor, Islamiyat Department, NUML, Lahore
Email: dr.aasiarashid@gmail.com

Dr. Kausar Arshad
Assistant Professor, Arabic Department, NUML, Islamabad
Email: karshad@numl.edu.pk *ORCID: https://orcid.org/0000-0002-8202-7295*

ABSTRACT:

The role of women in the formation and reform of an Islamic society cannot be overlooked. The social and religious services of Muslim women have been acknowledged in many historical books. Their services to Islam cannot be denied if history is examined. He also kept in view the sanctity of the veil and the four walls and also spread the word for the protection and survival of Islam.

In financial and moral services, the name of Hazrat Khadija is at the forefront. Similarly, in jihad, Muslim women such as Hazrat Khansa and Hazrat Khula showed the essence of their bravery. She also sacrificed her husbands and brothers. It is not possible to deny the services of women even in the field of science and literature. Therefore, women have fully served Islam in every field of life.

Keywords*: Women; Role; Spreading; Khadija; Khansa; Islam*

اسلام کی رو سے عورت انسانیت کی تکمیل کا لازمی جزو ہے،اس کے بغیر متوازن معاشرے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا،اسلئے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل واصلاح میں عورت کے کردار کو نظرانداز نہیں کیاجاسکتا۔ مسلمان خواتین کی سماجی و مذہبی خدمات کااعتراف کئی تاریخی کتب میں کیا گیا ہے۔اگر تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ان کی اسلام کے لیے خدمات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔انھوں نے چادر اور چاردیواری کے تقدس کو بھی مد نظر رکھااور اسلام کی حفاظت وبقاء کے لیے تن من دھن کی بازی بھی لگادی۔

مالی واخلاقی خدمات میں حضرت خدیجہؓ کا نام سرفہرست ہے، جان کی قربانی دینے میں حضرت سمیہؓ بنت خباط، تبلیغ اسلام میں ام شریکؓ،ام سلیمؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور بہت سی اور قابل قدر خواتین قابل ذکر ہیں۔اسی طرح جہاد میں بھی مسلمان خواتین جیسے کہ حضرت خنساؓ اور حضرت خولہؓ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔مسلمان خواتین پانی کے مشکیزے لئے مجاہدین کی مرہم پٹی کرتیں،انھیں جہاد کی جانب راغب کرتیں،خود بھی اللہ کی راہ میں لڑتی تھیں اور اپنی اولاد،اپنے شوہروں اور بھائیوں کی قربانی بھی دی۔علمی وادبی میدان میں بھی خواتین کی خدمات سے انکار ممکن نہیں ہے۔غرض خواتین نے زندگی کے ہر میدان میں اسلام کی بھرپور خدمت کی ہے۔

عہد رسالت (610ء-632ء) اسلام کا ابتدائی دور ہے، جس میں مشکلات اور رکاوٹیں بہ نسبت باقی ادوار کے بہت زیادہ تھیں۔یہ وہ دور ہے، جب حضرت محمد ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ابتدا میں دعوت خفیہ طریقے سے کی گئی، پھر 612 میں اعلانیہ تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا،اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا؛

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾[1]

ترجمہ (پس اے نبی، جس چیز کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے،اسے بلند آواز میں کہہ دو اور مشرکین کی پروا نہ کرو)

اعلانیہ تبلیغ کے حکم کے ساتھ مشکلات اور رکاوٹوں کا سلسلہ شروع ہوگیا اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب مرد وعورتوں نے استقامت اور صبر کی مثال بنتے ہوئے اسلام کی اشاعت کو اوڑھنا بچھونا بنالیا،اور پھر ۶۳۲ تک اسلام کی آواز تمام عرب تک پہنچ چکی تھی۔ کیرن آرمسٹرانگ لکھتی ہیں؛

“When Muhammad died in 632, in the arms of his beloved wife Aisha, almost all the tribes of Arabia had joined the ummah as Confederates or as converted Muslims…Muhammad had brought peace to war-torn Arabia”.[2]

”جب محمد ﷺ کی ۶۳۲ میں اپنی پسندیدہ بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے وفات ہوئی تو تقریباً تمام قبائل عرب بصورت نو مسلمین یا بطور اتحادی امت مسلمہ کا حصہ بن چکے تھے، محمدؐ نے عرب کو امن کا گہوارہ بنادیا“۔

اس دور میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی اسلام کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور جس حد تک ممکن ہو سکا کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ علم کا میدان ہو یا جنگ کا، عمل کا میدان ہو یا قرآن وحدیث کے علم کا، ان مسلمان خواتین نے ان سب امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر مشکل وقت میں صبر واستقامت کا نمونہ بنی رہیں۔

اشاعت دین میں جن خواتین نے عہد رسالت میں خدمات سر انجام دیں ان میں سے قابل ذکر نام درج ذیل ہیں۔

ا۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد:

آپؓ خواتین میں سب سے پہلے ایمان لائیں، آپؓ کا نام خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب تھا، آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت زائدہ بن امم بن رواحہ بن حجر تھیں[3]۔

حضرت خدیجہؓ حضرت محمد ﷺ کی پہلی بیوی تھیں، جن سے آنحضور ﷺ نے قبل از نبوت شادی کی تھی۔ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت کی، وہ آپؐ کی صفات کاملہ، امانت اور دیانت سے بہت متاثر ہوئیں اور آپؐ کو شادی کا پیغام بھیجا جسے آپؐ نے قبول فرمایا۔ آپؐ کو ان سے بہت محبت تھی، ان کی زندگی میں آپؐ کی کوئی دوسری بیوی نہ تھی۔[4]

آپؐ کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے انھیں سے تھی، ان کی اولاد میں قاسم، طیب، طاہر، زینب، فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم تھیں، اولاد نرینہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی وفات پائی، جبکہ بیٹیوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔[5]

حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے میں حضرت خدیجہؓ نے سبقت کی، انھوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا، آپ ﷺ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

"آمنت بي إذ كفر الناس، وصدقتني إذ كذبني الناس، واوستني في مالها إذ حرمني الناس، ورزقني الله منها أولاداً إذ حرمني أولاد النساء".[6]

(وہ مجھ پہ ایمان لائی جب لوگوں نے میرا انکار کیا اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس نے مجھے مال میں شریک کیا جب دوسروں نے مجھ پہ حرام کیا اور اللہ نے مجھے اس سے اولاد عطا کی جو اوروں سے نہ ہوئی)۔

آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو یہ ایک عجیب اور مختلف تجربہ تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ بہت گھبرائے اور اسی پریشانی میں گھر تشریف لائے، تو اس وقت حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا، انھوں نے آپ ﷺ سے فرمایا:

"كلا والله لا يخزيك الله أبدا إنك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرئ الضيف وتعين على نوائب الحق".[7]

(ہر گز نہیں اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوانہ کرے گا، آپ توصلہ رحمی کرتے ہیں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں اور جو چیز ان کے پاس نہیں وہ ان کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں حق کا ساتھ دیتے ہیں)۔

آپ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے نماز ادا کی، حضرت جبرائیلؑ نے وضو اور نماز کا جو طریقہ آپؐ کو سکھایا تھا اسی طریقہ کے مطابق آپؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی[8]۔ حضرت خدیجہ کی وفات کے سال کو نبی ﷺ نے عام الحزن قرار دیا،ان کے بعد کفار کی اسلام مخالف سرگرمیاں اور حضور ﷺ کو ایذاء رسانیوں کا سلسلہ اور شدّت اختیار کر گیا[9]۔ کیونکہ جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں، انھوں نے آپ ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دیا۔ اسلام کی راہ میں ہر ممکن خدمت سرانجام دی، پیسہ خرچ کیا اور حضور ﷺ کی مددگار رہیں، ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں بھی وقت گزارا اور مشرکین کی اذیتوں سے متعلق ہمیشہ آپ ﷺ کو حوصلہ دیا وہ آپ ﷺ کی ذہنی تھکن کو دور کرتیں اور آپ ﷺ کی پریشانی کے وقت آپ ﷺ کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں[10]۔

حضرت خدیجہؓ کے متعلق آپؐ نے فرمایا؛

"عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: خير نسائها مريم خير نسائها خديجة".[11]

(حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا، عورتوں میں بہترین عورتیں مریمؑ اور خدیجہؓ ہیں)۔

حضرت خدیجہؓ کو اللہ نے جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل کی خوشخبری دی:

"عن عائشة رضي الله عنها قالت ما غرت على امرأة للنبي ﷺ ما غرت على خديجة هلكت قبل أن يتزوجني لما كنت أسمعه يذكرها وأمره الله أن يبشرها ببيت من قصب".[12]

(حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضورؐ کی کسی بی بی پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا کہ خدیجہؓ پر آیا، حالانکہ وہ میرے نکاح سے پہلے وفات پا چکی تھیں، لیکن میں اکثر حضورؐ کو ان کا ذکر کرتے سنتی اور اللہ نے آپؐ کو حکم دیا کہ خدیجہؓ کو جنت میں ایک موتی کے محل کی خوشخبری دی)۔

حضرت خدیجہؓ نے ۱۰ نبوی میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی[13]۔ انھوں نے اسلام کے خاطر ہر طرح کی سختیاں اور تکالیف سہیں اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں، اور جب تک زندہ رہیں اسلام کے تقویت واستحکام کا باعث بنی رہیں۔

۲. حضرت سودہؓ بنت زمعہ:

تبلیغ اسلام کے لیے کوشاں رہنے والی ایک اور محترم خاتون حضرت سودہؓ تھیں۔ وہ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود کی صاحبزادی تھیں، آپ کی والدہ شموس بنت قیس بن عمر بن زید بن لبید انصاریہ تھیں اور آپ سکران بن عمرو بن عبد شمس کی زوجہ تھیں، آپؓ اسلام کی ابتدا میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔[14]

حضرت محمد ﷺ نے ۱۰ نبوی میں حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ سے نکاح کیا اور حق مہر چار سو درہم مقرر کیا[15]۔

حضرت سودہؓ کی اسلام کے لئے کی گئی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آپؓ بہت اعلیٰ کردار کی عورت تھیں، آپؓ نے اسلام کی حقانیت کو خود بھی دل سے تسلیم کیا بلکہ اپنے خاندان والوں کو بھی دین کی دعوت دی، آپؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر آپؓ کے شوہر اور کئی قریبی رشتہ داروں نے اسلام قبول کیا، آپؓ نے دین کی خاطر حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی۔[16] آپؓ ہمیشہ حضور ﷺ کی مطیع و فرمانبردار رہیں، آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے پانچ احادیث روایت کیں، اور پھر ان سے عبداللہؓ بن عباس، یحیٰؓ بن عبداللہ، اور عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ نے روایات کی[17]۔ حضرت سودہؓ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے عہد میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔[18]

۳. حضرت سمیہؓ بنت خُباط:

حضرت سمیہؓ بنت خُبّاط، عمار بن یاسر کی والدہ اور یاسرؓ کی زوجہ تھیں، آپؓ ابو حذیفہ بن مغیرہ کی لونڈی تھیں، آپؓ کے شوہر یاسرؓ ابو حذیفہ کے حلیف تھے۔ آپؓ قدیم الاسلام تھیں، اسلام قبول کرنے والوں میں آپؓ کا ساتواں نمبر تھا[19]۔

حضرت سمیہؓ کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں سخت اذیتیں دیں گئیں، ان کو گرم دھوپ میں سخت ایذا دی جاتی، مگر وہ پھر بھی اسلام پر قائم رہیں[20]۔ یہ ظلم و ستم سہنے میں وہ اکیلی نہ تھیں بلکہ ان کے اہل خانہ کو بھی اسی جرم کی پاداش میں اذیت دی جاتی تھی، قبولیت اسلام کی وجہ سے ان کے شوہر یاسرؓ اور بیٹے عمارؓ بن یاسر کو بھی سخت مظالم کا سامنا کرنا پڑا، حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے ایمان لانے کے جرم میں نیزہ مارا جس سے آپؓ کی وفات ہوئی، اور آپؓ اسلام کی پہلی شہیدہ کہلائیں۔[21]

حضرت سمیہؓ کا اور ان کے اہل خانہ کا اسلام قبول کرنا، اس پر سختی سے قائم رہنا اور حق کی خاطر جان کی قربانی دینا رہتی دنیا کی مسلمان خواتین کے لئے بہادری اور استقامت کی اعلیٰ مثال ہے۔

۴. حضرت عائشہؓ بنت ابو بکر صدیق:

اُمہات المومنین میں سے حضرت عائشہؓ نے اشاعت اسلام اور خصوصاً اشاعت علم اور علم حدیث میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپؓ کے والد حضرت ابو بکرؓ صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی تھے اور آپؓ کی ماں ام رومانؓ بنت عمیر بن عامر بن وہمان تھیں[22]۔

حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی سب سے کم عمر بیوی تھیں، حضرت محمد ﷺ نے عائشہؓ کے علاوہ کسی کنواری دوشیزہ سے شادی نہیں کی، آپؓ کا حق مہر چار سو درہم مقرر کیا گیا تھا[23]۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح حضرت سودہؓ کے بعد حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ہوا۔ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد شوال میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے شادی کی جبکہ نکاح ہجرت سے ۳ سال قبل مکہ میں ہوا تھا اس وقت ان کی عمر ۶ سال تھی۔[24]

حضرت عائشہؓ نے اسلامی ماحول میں ہی آنکھ کھولی، ان کے والد حضرت محمدؐ کے قریبی اصحاب میں سے تھے اور سابقون الاولون میں سے بھی تھے، ان کی تربیت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور پھر حضرت محمدؐ کی نگرانی میں ہوئی، انھوں نے نبیؐ سے براہ راست علم حاصل کیا، اس لئے وہ بہت فاضل خواتین میں شمار کی جاتی ہیں۔ حضرت عائشہ تمام عورتوں میں سے زیادہ عقلمند اور سمجھ دار تھیں، اپنے علم و فضل میں کمال کی بنا پر شہرت رکھتی تھیں، علوم و معارف میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، اصحاب رسول کو بھی جب کوئی مشکل پیش آتی تو وہ حضرت عائشہؓ سے ہی رجوع کرتے۔ حضرت عروہؓ[25] بن زبیر فرماتے ہیں کہ:

"ما رأيت أحداً أعلم بالقرآن ولا بفرائضة ولا بحلال وبحرام ولا بشعر ولا بحديث العرب ولا بنسب من عائشة".[26]

(میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، شعر، عربوں کے واقعات اور نسب کے علم میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا)۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں؛

"لو جمع علم عائشة، بعلم جميع أزواج النبي ﷺ وجميع النساء كان علم عائشة أكثر أو أفضل".[27]

(اگر تمام ازواج النبیؐ اور تمام خواتین کا علم جمع کر لیا جائے تو تب بھی حضرت عائشہؓ کا علم ان سب سے زیادہ اور افضل ہو گا)۔

عطا بن ابی رباح[28] نے بھی حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا؛

"كانت عائشة أفقه الناس وأعلم الناس وأحسن الناس رأياً في العامة".[29]

(حضرت عائشہؓ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ، عالم اور بہترین رائے والی تھیں)۔

حضرت عائشہؓ فقہ و حدیث میں کبار صحابہ کی ہم مرتبہ تھیں، انھیں علمی حیثیت سے باقی تمام اُمہات اور خواتین پر فوقیت حاصل تھی، ان کا شمار مجتہدین اور مکثیرین اَصحاب میں ہوتا تھا، وہ فتوی بھی دیا کرتی تھیں، ان کا نام حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ بن ابو طالب، عبداللہؓ بن مسعود اور عبداللہؓ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کے ساتھ لیا جاسکتا ہے، بلکہ حضرت عمرؓ بن خطاب اور علیؓ بن ابی طالب بھی ان سے سوالات کیا کرتے تھے[30]۔ حضرت عائشہؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں ۱۷۴ متفق علیہ ہیں[31]۔ ان سے دین سیکھنے اور روایت کرنے والوں میں حضرت عمرؓ بن خطاب، عمروؓ بن العاص، ابو موسیٰ اشعریؓ، ابو ہریرہؓ، عبداللہؓ بن عباس، سائبؓ بن یزید، عوفؓ بن الحارث، عروہؓ بن زبیر، ابراہیمؒ بن یزید، قاسمؒ بن محمد، ام کلثومؓ بنت ابی بکر وغیرہ، جبکہ تابعین میں سے سعیدؒ بن المسیب عبداللہؒ بن عامر بن ربیعہ، صفیہؒ بنت شیبہ، عائشہؒ بنت طلحہ، عباد بن عبداللہ بن زبیرؒ، ابو سلمہؒ بن عبد الرحمان، سروق، خیرہؒ والدہ حسن بصری، عمرہؒ بنت عبد الرحمٰن، معاذۃ عدویہؒ وغیرہ شامل ہیں۔[32]

حضرت عائشہؓ بہت فصیح اللسان اور بلیغ گفتگو کرنے والی تھیں، ان کا کلام لوگوں کے دلوں پر اثر کرنے والا تھا، معاویہؓ بن ابو سفیان کہتے ہیں کہ؛

"والله ما رأيت خطيباً قط بلغ ولا أفصح من عائشة"[33]

(میں نے حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی فصیح و بلیغ خطیب کو نہیں دیکھا)۔

حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا؛

"عن عبد الله بن عبد الرحمن أنه سمع أنس بن مالك رضي الله عنه يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام".[34]

(عبداللہؒ بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ انھوں نے انسؓ بن مالک کو کہتے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر)۔

حضرت عائشہؓ کی وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ میں چھیاسٹھ سال کی عمر میں ہوئی[35]۔

حضرت عائشہؓ کا نام اسلام کی تاریخ میں روشن و درخشاں باب ہے، آپؓ نے اپنے علم اور فصاحت و بلاغت کے ذریعہ اسلام کا پیغام دوسروں تک پہنچایا، آپ کی خدمات قابل تعریف و قابل عمل ہیں۔

۵. حضرت ام سلیمؓ بنت ملحان:

حضرت رملہ ام سلیمؓ کو غمیصاء یا رمیصا بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ ملحان بن خالد بن زید کی صاحبزادی تھیں، آپؓ کی والدہ کا نام ملیکہ بنت مالک بن عدی نجار تھا، آپؓ کے شوہر کا نام مالک بن نضر بن ضمضم تھا[36]۔

ام سلیمؓ، خادم النبیؐ، حضرت انسؓ بن مالک کی والدہ تھیں، انھوں نے اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو بچپن سے ہی کلمہ شہادت پڑھانا شروع کر دیا تھا اور ان کو اسلام سے روشناس کرانے لگیں، حالانکہ اس طرز تربیت پر ان کے شوہر مالک بن نضر نے ناراضگی کا اظہار کیا، اور کہا، لاتفسدي علي ابني (میرے بیٹے کو نہ بگاڑو)، لیکن وہ اپنے بیٹے کی تربیت اسلامی طرز پر کرتی رہیں، ان کے شوہر مالک بن نضر ان کے قبول اسلام سے خوش نہ تھے، شوہر کے انتقال کے بعد ام سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہؓ سے نکاح کیا[37]۔ ابو طلحہؓ نے قبولیت اسلام سے قبل ام سلیمؓ کو پیغام نکاح بھیجا مگر ام سلیم نے انکار کیا اور اس کی وجہ ابو طلحہ کی بے دینی بتاتے ہوئے ابو طلحہؓ کو دعوت دین دی، کہ تم جس خدا کی عبادت کرتے ہو وہ زمین سے اُگنے والا ایک درخت ہے اور درخت کی عبادت کرنا شرم کی بات ہے، انھوں نے ابو طلحہؓ سے اپنے نکاح کے لئے اسلام کی شرط رکھی جو ابو طلحہؓ نے اسلام قبول کر کے پوری کی[38]۔ ام سلیمؓ نے جہاد میں بھی حصہ لیا، حدیث مبارکہ ہے کہ؛

"عن أنس بن مالك قال كان رسول الله ﷺ يغزو بأم سليم ونسوة من الأنصار معه إذا غزا فيسقين الماء ويداوين الجرحى".[39]

(انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ جہاد میں اپنے ساتھ ام سلیمؓ اور انصار کی چند خواتین کو رکھتے جو مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی دوا کرتی تھیں)۔

غزوہ حنین میں ایک خنجر بھی ان کے ساتھ تھا تاکہ وہ مشرکین کا مقابلہ کر سکیں۔

"عن أنس أن أم سليم اتخذت يوم حنين خنجرا فكان معها فرآها أبو طلحة فقال يارسول الله ﷺ هذه أم سليم معها خنجر فقال لها رسول الله ﷺ: ما هذا الخنجر؟ قالت: اتخذته إن دنا مني أحد من المشركين بقرت به بطنه".[40]

(انسؓ سے روایت ہے کہ اُم سلیمؓ غزوہ حنین میں خنجر لئے ہوئے تھیں، جب ان کو ابو طلحہؓ نے دیکھا تو فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ یہ اُم سلیمؓ ہیں اور ان کے ساتھ خنجر ہے پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ خنجر کا کیا کریں گی، اُم سلیمؓ نے جواب دیا: اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی)۔

ام سلیمؓ ایک بہادر خاتون تھیں، انھوں نے ابو طلحہؓ کو بھی اسلام کی دعوت دی اور اپنے بیٹے کو بہترین مسلمان بنایا، دونوں میاں بیوی نے بیٹے سمیت اسلام کے لیے بہت سی خدمات انجام دیں۔

۶. ام حکیمؓ بنت حارث:

ام حکیمؓ قریش کے خاندان بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ حارث بن ہشام بن المغیرہ کی بیٹی اور عکرمہؓ بن ابو جہل کی زوجہ تھیں، ماں کا نام فاطمہ تھا جو خالد بن ولید کی بہن تھیں[41]۔

ام حکیمؓ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائیں۔ ان کے شوہر اسلام کے بہت مخالف رہے تھے، اس لیے ان کے قتل کا حکم جاری کر دیا گیا تھا۔ انھوں نے جان بچانے کے لیے یمن کی راہ لی ام حکیم نے ہی اپنے شوہر کو اسلام کی دعوت دی اور نبیؐ کے پاس لائیں[42]۔ موطا امام مالک میں مذکور ہے؛

"عن ابن شهاب أن أم حكيم بنت الحارث بن هشام وكانت تحت عكرمة بن أبي جهل فأسلمت يوم الفتح وهرب زوجها عكرمة بن أبي جهل من الإسلام حتى قدم اليمن فارتحلت أم حكيم حتى قدمت عليه باليمن فدعته إلى الإسلام فأسلم وقدم على رسول الله ﷺ عام الفتح".[43]

(ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام، عکرمہ بن ابو جہل کے نکاح میں تھیں انھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا مگر ان کے شوہر عکرمہ یمن کی جانب بھاگ گئے، پس ام حکیم ان کے پیچھے گئیں اور ان کو اسلام کی دعوت دی، عکرمہ نے اسلام قبول کیا اور حضرت محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے)۔

عکرمہؓ بن ابو جہل نے مسلمان ہونے کے بعد بہت ایمانداری سے اسلام کی خدمت کی اور جہاد میں بھی شرکت کی۔ معرکہ اجنادین میں عکرمہؓ نے شہادت حاصل کی[44]۔ عکرمہؓ بن ابو جہل کی شہادت کے بعد ام حکیمؓ نے خالدؓ بن سعید سے شادی کی، رومیوں کے مقابلے میں خالد بھی شہید ہو گئے، ان کی شہادت کے بعد خود ام حکیم نے جہاد میں حصہ لیا۔

اور سات رومیوں کو قتل کیا۔ ام حکیمؓ نے یرموک کی سخت جنگ میں بھی حصہ لیا۔[45]

ام حکیمؓ اگرچہ قدیم الاسلام نہ تھیں، مگر جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو استقامت سے اسلام پر قائم رہیں اور اپنے شوہر کو بھی اسلام کی قبولیت کی ترغیب دی، اسلام کے دفاع میں جہاد میں بھی پیش پیش رہیں۔

۷. فاطمہؓ بنت خطاب:

حضرت فاطمہؓ، خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ کی صاحبزادی اور حضرت عمرؓ بن خطاب کی بہن تھیں، والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ تھا، ان کی شادی سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی[46]۔

حضرت عمرؓ کے اسلام کی وجہ ان کی بہن فاطمہؓ بنیں، فاطمہؓ اور ان کے شوہر سعیدؓ بن زید اپنے اسلام کو خفیہ رکھے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ جو مسلمانوں پر ظلم و تشدد کرتے ہوئے آئے تھے، انھوں نے ارادہ کیا کہ اسلام اور مسلمان کا قصہ ہی ختم کر ڈالیں اور محمدؐ کے قتل کا قصد کیا، مگر اللہ کو ان کا ایمان لانا منظور تھا اس لیے نبیؐ کے بجائے ان کا رخ ان کی بہن

کے گھر کی طرف موڑ دیا گیا انھیں معلوم ہوا تھا کہ ان کی بہن اور بہنوئی دین بدل چکے ہیں، یہ اپنی بہن کے گھر گئے اور ان کے شوہر کو زدو کوب کیا اپنی بہن کو بھی مارا، مگر ان کی بہن نے ان سے کہا؛

"قد أسلمنا وأمنا بالله ورسوله فاصنع ما شئت".[47]

(ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ اور اس کے رسول پہ ایمان لائے ہیں پس آپ سے جو بن پڑتا ہے کر لو)۔

حضرت فاطمہ کی بہادری اور دلیری کی وجہ سے ان کے دل میں اسلام کے لیے رغبت پیدا ہوئی، ان کے اسی جذبہ اور استقامت نے ان پہ اثر کیا اور حضرت عمرؓ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

۸. ام شریکؓ بنت دودان:

حضرت ام شریکؓ بہت عظیم المرتبہ خاتون تھیں۔ وہ بنو عامر بن لؤی سے تعلق رکھتی تھیں، ان کے والد کا نام دودان بن عوف بن عمرو بن عامر تھا، اور یہ ابو العکر بن سمی بن حارث کی زوجہ محترمہ تھیں[48]۔ ام شریکؓ کا اصل نام غزیہ بنت دودان بن عمرو تھا، اور روایات کے مطابق ان کا نکاح حضرت محمدؐ سے ہوا تھا انھوں نے اپنا نفس حضورؐ کا ہبہ کیا تھا[49]۔ انھوں نے اسلام کی اشاعت میں بہت تکالیف برداشت کیں، مگر تبلیغ دین سے پیچھے نہ ہٹیں۔ انھوں نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور قبول اسلام کے بعد ام شریکؓ نے تبلیغی کام شروع کیا، وہ خواتین کو اسلام کی قبولیت کی ترغیب دیتی تھیں۔ طبقات الأصفیاء میں مذکور ہے؛

"فأسلمت ثم جعلت تدخل على نساء قريش سراً فتدعوهن وترغبهن في الإسلام حتى ظهرا مرها لأهل مكة وقالوا لو لا قومك لفعلنا بك وفعلنا ولكنا سنردك إليهم".[50]

(پس انھوں نے اسلام قبول کیا اور قریش کی خواتین میں خفیہ دعوت و ترغیب اسلام کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ ان کی ان خفیہ تبلیغی سرگرمیوں کا اہل مکہ کو پتا چل گیا، اور انھوں نے کہا کیوں نہ یہ کام تمہارا قبیلہ کرے نہ کہ ہم، اس لیے ہم تمہیں ان کو لوٹا دیں گے)

اہل مکہ نے ام شریکؓ کو ان کے قبیلے کو واپس کرنے کا قصد کیا تاکہ ان کو مکہ سے نکال باہر کریں۔ تبلیغ اسلام کے جرم میں ان کو ایک بدمست اونٹ پر سوار کیا گیا، وہ ان کو تپتی دھوپ میں کھڑا رکھتے، سخت سزائیں دیتے اور پانی کی بجائے شہد دیتے تھے، جس سے ان کی پیاس کی شدت میں اور اضافہ ہو جاتا تھا، یہاں تک کہ اس ظلم کے نتیجے میں وہ اپنے ہوش و حواس بھی کھو دیتی، مگر اللہ کی جانب سے ان کو آسمان سے پانی کی رسائی بھرے ڈول کی صورت میں ہوئی جس کو انھوں نے آسمان سے لٹکتے ہوئے اپنے سینے پر محسوس کیا، اس واقعہ نے کفار کو اتنا متاثر کیا کہ وہ سب بھی مسلمان ہو گئے[51]۔

ام شریکؓ نے اسلام کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا، نومسلموں کے لئے اپنے گھر کو دارالامان بنادیا، انھوں نے تبلیغ اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔ ان کی خدمات اور تبلیغی کاوشوں کی بناپر انھیں "اُم مبلغین" کہا گیا۔[52] انھوں نے حضورؐ سے احادیث بھی روایت کیں جن کو جابر بن عبداللہ نے ان سے روایت کیا[53]۔

۹. اسماءبنت ابو بکرؓ صدیق:

حضرت اسماءؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں، آپؓ کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا، آپؓ کے شوہر زبیرؓ بن العوام تھے، آپؓ قدیم الاسلام تھیں، آپؓ نے مکہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، آپؓ سترہ افراد کے بعد اسلام لائیں، آپؓ نے مدینہ ہجرت بھی فرمائی[54]۔ آپؓ کو ذات النطاقین بھی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یوں بتائی گئی؛

"وإنما قيل لها ذلك لانها صنعت لنبي ﷺ سفرة حين أراد الهجرة إلى المدينة فعسر عليها ما تشدُّها به فشقت خمارها، وشدّت السفرة بنصفه، وانطلقت النصف الثاني، فسماها رسول الله ذات النطاقين".[55]

(اور ان کو ذات النطاقین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب حضرت محمدؐ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اسماءؓ نے ان کے لئے سامان سفر تیار کیا مگر مشکل اس کے باندھنے کے وقت آئی تب حضرت اسماء نے اپنا دوپٹہ دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک سے سامان باندھا اور دوسرا خود استعمال کیا اس لئے آپؓ کو نبیؐ نے ذات النطاقین کا نام دیا)

حضرت اسماءؓ، عبداللہ بن زبیر کی والدہ اور حضرت عائشہؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ ان سے ۵۸ احادیث مروی ہیں، جن میں سے ۱۴ احادیث پر بخاری اور مسلم متفق ہیں[56]۔

آپؓ سے احادیث روایت کرنے والوں میں عروہؓ بن زبیر، عبداللہؓ بن زبیر، عبداللہؓ بن عروہ، عبادؓ بن عبداللہ، صفیہؓ بنت شیبہ، وہبؓ بن کیسان، عبداللہؓ بن کیسان وغیرہ شامل ہیں، حضرت اسماءؓ نے اپنے شوہر حضرت زبیرؓ کے ساتھ جنگ یرموک میں بھی شرکت کی[57]۔

حضرت اسماء نے ہجرت مدینہ کے موقع پر اپنے والد اور حضرت محمدؐ کی مدد کی، ان کے لئے کھانا بھی لے جاتی تھیں، اور ابو جہل کے سامنے انھوں نے اپنے والد اور حضرت محمدؐ کا راز فاش نہ کیا اور اس وجہ سے ابو جہل نے ان کو تھپڑ بھی مارا، انھوں نے ایسے وقت میں جب کہ وہ حاملہ تھیں ہجرت بھی کی، اور جب تک زندہ رہیں اسلام کی خدمت و توسیع میں ہر ممکن کردار ادا کیا اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا بھی حق میں ساتھ دیا[58]۔

مندرجہ بالا نامور خواتین کے علاوہ درج ذیل خواتین کا بھی اشاعت اسلام میں حصہ ہے۔

اروی بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، حضرت محمدؐ کی پھوپھی تھیں،ان کے بیٹے طلیب بن عمیر نے ان کو اسلام کی ترغیب دی اور وہ مسلمان ہو گئیں،اس کے بعد اشاعت وحمایت دین میں سر گرم عمل رہیں اور بیٹے کو بھی اسلام کی حمایت واشاعت کی ترغیب دیتی[59]۔

ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث بن حزن نے حضورؐ سے ۷ھ میں عمرۃ القضا کے موقع پہ مقام سرف میں نکاح کیا[60]۔آپؓ کو اسلام کی تعلیم و تبلیغ کا بہت شوق تھا ان سے تقریبا ۷۶ احادیث مروی ہیں اور **دختر رسولؐ حضرت فاطمہؓ** نے بھی علم دین کی اشاعت میں کردار ادا کیا۔ان کی بیٹیاں بھی اشاعت و ترویج علم کے لئے کوشاں رہتیں۔[61]

سفانہ بنت حاتم طائی جو مسلمانوں کی قید سے باعزت رہا ہو کر جب واپس اپنے بھائی کے پاس آئیں تو اپنے بھائی کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں حضرت محمدؐ کے پاس قبولیت اسلام کے لیے بھیجا[62]۔اس کے بعد عدی بن حاتم حضورؐ کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام قبول کیا ان کا قبیلہ بھی مسلمان ہوا۔

مدینہ میں اشاعت اسلام کا باقاعدہ آغاز بیعت عقبہ اوّل اور ثانی سے ہوا۔ اس بیعت میں **ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی** (جن کا تعلق بنی سلمہ سے تھا) اور **نسیبہ بنت کعب اُم عمارہ** نے حضورؐ کی بیعت کی[63]۔اُم عمارہ بنی مازن بنی نجار سے تعلق رکھتی تھیں،ان کے والد کعب بن عمرو بن عوف مازن تھے،اُم عمارہ نے غزوہ احد میں شرکت کی اور بہت بہادری سے لڑئیں وہ مجاہدین کو پانی بھی پلاتیں اور حضورؐ کی طرف بڑھتے کفار کو بھی روکتی تھیں[64]۔

اُم الخیر بنت صخر بن عامر (والدہ ابو بکر صدیق) نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے دیکھا دیکھی حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف کی مائیں بھی اسلام لائیں[65]۔

سمراء بنت نُہیک الاسدیہ وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام بھی کرتی تھیں اور اس مقصد کے لئے بازار میں بھی گشت کرتی تھیں[66]۔

غرض اشاعت اسلام اور اسلام کی بقا میں مسلمان خواتین کا بہت حصہ ہے۔ عہد رسالت کی خواتین کا ذکر اس میں اس لیے زیادہ نمایاں ہے کہ اس وقت اسلام کو بہت مخالفتوں کا سامنا تھا،ایسے میں عورتوں نے بھرپور انداز میں دین کی اشاعت و ترویج اور اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کی خدمات سرانجام دیں،اور یہی خواتین ہمارے لیے قابل اتباع ہیں۔آج کی تمام مسلمان خواتین کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلیں۔

(References)

[1]۔ سورۃ الحجر: ۹۴

2. Armstrong, Karen, Islam a short history, Modern library random house Inc, New York, 2000, p25

[3]۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، سیرۃ النبیؐ، دارالصحابۃ للتراث طنطا مصر، ۱۴۱۶ھ، جلد اول، ص ۲۴۴

[4]۔ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، (مترجم، محمد راغب رحمانی) نفیس اکیڈمی کراچی، ۲۸/۸

[5]۔ سیرۃ النبیؐ، جلد اول، ص ۲۴۵

[6]۔ القرطبیؒ، ابن عبدالبر، یوسف، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالفکر بیروت، لبنان، ۲۰۰۶، الجزء الثانی، ص ۵۰۹

[7]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار ابن کثیر دمشق، ۱۹۹۳، کتاب بداء الوحی، حدیث ۴، الجز الاول، ص ۴

[8]۔ سیرۃ النبیؐ، الجزء الاول، ص ۳۱۴

[9]۔ ایضاً، الجزء الثانی، ص ۲۹

[10]۔ آرنلڈ ٹی ڈبلیو، پریچنگ آف اسلام، ویسٹ منسٹر، لندن، 1896 باب دوم، ص ۹

[11]۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب تزویج النبیؐ خدیجہ و فضلھا، حدیث ۳۶۰۴، الجزء الثالث، ص ۱۳۸۸

[12]۔ ایضاً، حدیث ۳۶۰۵، الجزء الثالث، ص ۱۳۸۹

[13]۔ طبقات ابن سعد، ۳۰/۸

[14]۔ ایضا، ۵۲/۸

[15]۔ سیرۃ النبیؐ، الجزء الرابع، ص ۳۴۶

[16]۔ سلیم شہاب، ۱۰۰ نامور خواتین، روبی پبلیکشنز لاہور، ۲۰۱۱، ص ۱۹

[17]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء، مؤسسہ الرسالہ بیروت، ۲۶۹/۲

[18]۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسہ الرسالہ، الجزء الثانی، ص 267

[19]۔ ابن الاثیر، عزّالدین، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (مترجم، محمد عبدالشکور لکھنوی) المیزان ناشران کتب لاہور، 856/11

[20]۔ طبقات ابن سعد، ۱۹۰/۸

[21]۔ ابن الاثیر، عزّالدین، علی بن محمد بن محمد، الکامل فی االتاریخ،، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان ۱۹۸۷، ۵۸۹/۱

[22]۔ طبقات ابن سعد، ۵۵/۸

[23]۔ سیرۃ النبیؐ، الجزء الرابع، ص ۳۴۶

[24]۔ الطبری، محمد بن جریر، ابی جعفر، تاریخ طبری، جلد دوم، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، ص ۱۱۶

[25]۔عروہ بن زبیر بن ابی العوام بن خویلد بن اسد،کنیت ابو عبداللہ، عثمانی عہد کے اوائل میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔حضرت اسماء کے بیٹے اور حضرت عائشہ کے بھانجے تھے۔مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے تھے،ان کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی،ابن خلکان،احمد بن محمد بن ابی بکر،وفیات الاعیان وانباءابناءالزمان،دار صادر بیروت،الجزءالثالث،ص ۲۵۵

[26]۔اعلام النساء،۱۰۵/۳

[27]۔ایضاً

[28]۔ابو محمد عطابن ابی رباح اسلم،تابعی،مفسر اور محدث تھے،فقہاءمکہ میں سے تھے،33ھ میں یمن میں پیدا ہوئے،115ھ میں وفات پائی۔وفیات الاعیان،الجزءالثالث،ص261

[29]۔اعلام النساء،۱۰۶/۳

[30]۔ایضا

[31]۔سیر أعلام النبلاء،الجزءالثانی،ص136

[32]۔اعلام النساء،۱۱۰/۳

[33]۔ایضاً،۱۱۲/۳

[34]۔صحیح بخاری،کتاب فضائل صحابہ،باب فضل عائشہؓ،حدیث ۳۵۵۹،الجزءالثالث،ص ۱۳۷۵

[35]۔طبقات ابن سعد،۶۹/۸

[36]۔طبقات ابن سعد،277/8

[37]۔سیر أعلام النبلاء،الجزءالثانی،ص305

[38]۔طبقات ابن سعد،۸،/۲۷۹

[39]۔القشیری،مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ،دار احیاء الکتب العربیہ،کتاب الجہاد السیر،باب غزوۃ النساء مع الرجال، حدیث ۱۸۱۰، الجزء الثالث، ص ۱۴۴۳

[40]۔ایضاً،حدیث ۱۸۰۹،الجزءالثالث،ص ۱۴۴۲

[41]۔أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،۹۷۱/۱۱

[42]۔الطبری،۳۰۷/۲

[43]۔مالک بن انس،مؤطامالک،دار الافاق الجدیدہ بیروت ۱۹۸۱،کتاب نکاح،باب نکاح المشرک اذااسلمت زوجہ قبلہ،حدیث نمبر ۱۱۵۶،ص ۴۰۹

[44]۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،۵۷۹/۲

[45]۔أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،۹۷۱/۱۱

[46]۔طبقات ابن سعد،۱۹۲/۸

[47]۔الکامل فی التاریخ،الجزءالاوّل،ص ۶۰۲

[48]۔أسد الغابہ،۹۹۳/۱۱

[49]۔البدایہ والنہایہ،۲۲۶/۱۱

[50] ۔حلیۃالأولیاء وطبقات الأصفیاء، الجزء الثانی، ص67

[51] ۔طبقات ابن سعد، ۱۱۹/۸

[52] ۔اکبر ملک، غلام، عورت کا مقدمہ (اسلام کی عدالت میں) جنگ پبلشرز ۱۹۹۱، ص ۱۳۳

[53] ۔مبارکپوری، شیخ اطہر، اچیومنٹ آف دی مسلم وومن ان ریلیجیس اینڈ سکالری فیلڈ، دارالاشاعت کراچی ۲۰۰۵، ص ۱۰۱

[54] ۔الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب، ۴۸۲/۲

[55] ۔ایضاً، ۴۸۳/۲

[56] ۔اعلام النساء، 48/1

[57] ۔سیر أعلام النبلاء، الجزء الثانی، ص ۲۸۸

[58] ۔حلیۃالأولیاء وطبقات الأصفیاء، الجزء الثانی، ص56

[59] ۔طبقات ابن سعد، ۴۷/۸

[60] ۔ایضا، 104/8

[61] ۔تابش، سیدہ بشری، تعلیمات نبوی اور ہماری زندگی، سیدہ بی بی جی اکیڈمی، ایبٹ آباد، ۱۹۹۵، ص ۴۳

[62] ۔سیرۃالنبیؐ، الجزء الرابع، ص ۲۶۵، أسد الغابہ، ۸۴۴/۱۱

[63] ۔طبری، تاریخ طبری، ۹۵/۲، سیرۃالنبیؐ، الجزء الثانی، ص ۸۳

[64] ۔سیرۃالنبیؐ، الجزء الثانی، ص ۸۳، نیز، طبقات ابن سعد، ۲۷۳/۸

[65] ۔اسد الغابہ فی معرفۃالصحابہ، ۹۷۵/۱۱

[66] ۔الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب، الجزء الثانی، ص ۵۳۳